حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا جذبۂ خیر خواہی اور موجودہ حالات میں اس کی ضرورت

مولوی عابد شہزاد
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع صفات و کمالات تھے۔ آپ علیہ السلام میں ہر صفت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، منجملہ صفات کے ایک صفت خیر خواہی بھی ہے۔ یہ صفت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتم درجہ میں موجود تھی۔ آپ علیہ السلام کی مختلف صفات کا عکس مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم میں نظر آتا ہے، چنانچہ کسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ جمال کا پرتو، تو کسی میں صفتِ جلال کا عکس، کسی میں صفتِ عفت و حیا کا، تو کسی میں شجاعت و بہادری کا غلبہ نظر آتا ہے۔ اسی طرح کسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت صبر و قناعت کا، تو کسی میں جذبۂ خیر خواہی کا عکس اور غلبہ نظر آتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بھی ہیں، آپ علیہ السلام نے ان سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی پر بیعت لی تھی، انہوں نے اس بیعت کی اس قدر پاسداری کی کہ جذبۂ خیر خواہی ان کی طبیعت کا حصہ بن گیا، اگر یہ کہا جائے کہ نبی علیہ السلام کی صفتِ جذبۂ خیر خواہی کا غلبہ اور عکس مجسم طور پر کسی میں دیکھنا ہو تو ان کی زندگی کو دیکھ لیا جائے۔ خیر خواہی والا جذبہ اور اس کا استحضار ان کی حیات کے مختلف پہلوؤں میں نظر آتا ہے۔

مختصر حالاتِ زندگی

ان کا پورا نام ابوعبداللہ جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نضر بن ثعلبہ بجلی احمسی (۱) ہے۔ وہ یمن کے شاہی خاندان قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سن ۱۰ ہجری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل تھے، دراز قد تھے، کہا جاتا ہے کہ ان کا قد مبارک چھ ذراع اور ان کے نعلین کا طول ایک ذراع تھا۔ (۲) داڑھی مبارک پر زعفران کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ (۳) ان کے حسن و جمال کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ’’یوسف هٰذه الأمة‘‘ (۴) ’’اس امت کا یوسف‘‘ کا

لقب عنایت فرمایا۔ آپؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ انتہائی عجیب اور دلچسپ ہے، جس وقت یہ تشریف لائے، نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ ان کے آنے کی خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کہ: ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یمن کا ایک شخص آئے گا، اس کے چہرے پر بادشاہت کے آثار ہوں گے۔ اسی خطبہ کے دوران آپؓ مجلس کے مکمل آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے خدمت میں حاضر ہوئے، آپؓ کو قرائن وآثار سے محسوس ہوا کہ شاید آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے بارے میں گفتگو فرما رہے ہیں، چنانچہ اس کی تصدیق کے لیے ساتھ بیٹھے ہوئے صحابیؓ سے پوچھا، تو صحابیؓ نے کہا: آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ ابھی آپ کے پاس یمن کا ایک باشندہ آئے گا، اس کے چہرے پر بادشاہت کے آثار ہوں گے۔ (۵)

آپؓ اگرچہ تاخیر سے اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں، لیکن اس کے باوجود آپ سے تقریباً سو روایات مروی ہیں، (۶) جبکہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ: آپؓ سے دوسو روایات مروی ہیں۔ آپؓ کے بیٹے عبداللہ، منذر، ابراہیم اور آپ کے پوتے ابوزرعہ ہرم آپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے کوفہ میں قیام کیا، مشاجراتِ صحابہؓ کے زمانہ میں کوفہ سے قرقیسا چلے گئے، اور وہیں ۵۱ ہجری میں انتقال ہوا۔

مجلسِ نبوی میں آپؓ کا اکرام

ایک مرتبہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے، تو ازدحام اور رش کی وجہ سے دروازے پر کھڑے ہوگئے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دائیں بائیں دیکھا، جب کہیں بھی جگہ نظر نہ آئی تو ان کو اپنی رداء مبارک عنایت فرما کر اس پر بیٹھنے کا فرمایا، اور ارشاد فرمایا: ''إذا أتاكم كريم قوم فأكرموه''، (جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا اکرام کرو)۔ آپؓ نے چادر مبارک کو اپنے جسم سے لگایا، بوسہ لیا اور یہ کہہ کر واپس لوٹا دی: ''أكرمك الله يارسول الله كما أكرمتني'' یعنی ''اللہ تعالیٰ آپ کا بھی ایسا ہی اکرام کرے، جیسا کہ آپ نے میرا اکرام کیا۔'' (۷)

جب بھی آپؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کو دیکھ کر مسکرا دیتے تھے۔ (۸)

آپ ﷺ کے زمانہ میں ان کی ذمہ داریاں

آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی، جس شخص میں جس چیز کی اہلیت دیکھتے، وہ کام اس کو سونپ دیتے، یہی طرزِ عمل خلفاء راشدین میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت سے موجود تھا، اور اس کے نمونے بکثرت کتبِ سیر وتاریخ میں ملتے ہیں۔ چونکہ آپؓ میں بادشاہت، امارت، فہم وفراست کے آثار طبعی طور پر موجود تھے، اس لیے ان کے ذوق ومزاج کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدینؓ نے ایسے ہی کام ان کے سپرد کیے۔

حجۃ الوداع اور آپؓ کی ذمہ داری

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بے مثال حسن و جمال کے ساتھ ساتھ دراز قد بھی تھے، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خاموش کرانے کا کام ان کے سپرد کیا۔ (۹)

آپؓ اور یمن کا کعبہ

زمانۂ جاہلیت میں عرب کے مختلف قبائل نے کعبۃ اللہ کی طرح مختلف عبادت خانے قائم کر رکھے تھے، وہ ان کی ایسے ہی تعظیم کرتے تھے، جیسا کہ بیت اللہ کی تعظیم کی جاتی تھی۔ اسی طرح وہ اس کا طواف بھی کرتے اور اس پر نذرانے بھی پیش کرتے تھے۔ چنانچہ یمن کے تین قبائل دوس، خثعم اور بجیلہ نے بھی کعبۃ اللہ کے مقابلے میں ایک کمرہ تعمیر کروایا۔ جس میں انہوں نے بت رکھے، تاکہ لوگ ان کی عبادت کریں، اس کا طواف کریں، جس کو ذوالخلصہ اور کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ عمل ناگوار گزرتا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو شہسواروں کا امیر بنا کر اسے گرانے کے لیے بھیجا، اس موقع پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھوڑے پر جم کر نہ بیٹھ سکنے کی شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا، اور یہ دعا دی: ’’اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا‘‘۔ (۱۰)
حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اس کے بعد گھوڑے سے کبھی نہیں لڑکھڑایا۔ آپؓ نے جا کر اسے گرا دیا اور پھر آگ لگا دی، بعد ازاں انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشخبری دینے کے لیے قبیلہ احمس کے ایک آدمی کو روانہ کیا، جب وہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں اس کو خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ کر آیا ہوں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ مرتبہ قبیلہ احمس کے شہسواروں اور پیادہ لوگوں کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (۱۱)

اسود عنسی کا قتل اور آپؓ کا کردار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کذاب کو قتل کرنے کے لیے ذوالکلاع الحمیری اور ذو ظُلیم حوشب بن طخیۃ سے تعاون کرنے کا پیغام دے کر حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ یہ دونوں اپنے اپنے قبیلہ کے سردار تھے، چنانچہ ان دونوں سرداروں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سرِ تسلیم خم کیا۔ (۱۲)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی ذمہ داریاں خلفائے راشدینؓ کے دور میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں نجران کا عامل مقرر کیا، (۱۳) عہدِ فاروقی میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے، (۱۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے زمانۂ خلافت میں ہمذان کا عامل مقرر کیا، (۱۵) اور

عہدِ عثمانی ہی میں آپؓ نے آرمینیہ کو فتح کیا، (۱۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا نائب بنا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت لینے کے لیے بھیجا تھا۔ (۱۷)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی خیرخواہی پر بیعت

جب حضرت جریر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے ''ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کا معاملہ کرنے'' پر بیعت لی، چنانچہ خود فرماتے ہیں:

''بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.'' (۱۸)

اپنے اصحاب کے ساتھ آپؓ کا جذبۂ خیرخواہی

۵۰ ہجری میں جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپؓ عہدِ خیرخواہی کی پاسداری کا لحاظ کرتے ہوئے کھڑے ہوئے، اور لوگوں میں مختصر خطبہ دیتے ہوئے حمد وثنا کے بعد فرمایا:

میں تم کو اللہ وحدہٗ لاشریک کے ڈر کی وصیت کرتا ہوں، جب تک کوئی دوسرا امیر تمہارے پاس نہیں آجاتا، اس وقت تک وقار اور سکینت کو لازم پکڑو، دوسرا امیر تمہارے پاس آ ہی رہا ہوگا، اور اپنے سابقہ امیر (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) کے لیے عفو ودرگزر طلب کرو، کیونکہ وہ عفو کو پسند کرتے تھے، پھر فرمایا:

''فإني أتيتُ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- ، فقلت: أُبايعك على الإسلام، فشرط عَلَيَّ : والنُّصْحَ لكل مسلم، فبايعتهُ على هٰذا، ورَبِّ هٰذا المسجد، إني لكم لنَاصح، ثم استغفر ونزل.'' (۱۹)

یعنی ''یہ بات میں اس لیے کر رہا ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ''ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی'' پر بیعت لی تھی، اور میں تمہارے حق میں خیرخواہ ہوں، پھر اپنے امیر کے لیے استغفار کیا اور نیچے اُتر آئے۔''

اس واقعہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ خیرخواہی کر کے اس طرح انہوں نے اپنے اس عہد کو پورا کیا۔

اپنے امیر کے ساتھ آپؓ کا جذبۂ خیرخواہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت کے شروع میں کوفہ کا گورنر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بنایا، اہلِ کوفہ کو ان کے متعلق کچھ بے جا اعتراضات تھے، جن کی شکایت انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی، چنانچہ جب حضرت جریر رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق حالات دریافت کرتے ہوئے پوچھا: آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کیسا پایا؟

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حق میں تعریفی کلمات کہے، جو درحقیقت اپنے امیر کے ساتھ اُن کے جذبۂ خیر خواہی کو واضح کر رہے ہیں:

’’تَرَكْتُهُ اَكْرَمَ النَّاسِ مَقْدِرَةً، وَاَقَلَّهُمْ فَتْرَةً، وَهُوَ لَهُمْ كَالْأُمِّ الْبَرَّةِ تَجْمَعُ كَمَا تَجْمَعُ الذَّرَّةَ، مَعَ اَنَّهٗ مَيْمُوْنُ الطَّائِرِ مَرْزُوْقُ الظَّفَرِ، اَشَدُّ النَّاسِ عِنْدَ الْبَاْسِ، وَاَحَبُّ قُرَيْشٍ إِلَى النَّاسِ.‘‘(۲۰)

جس کا حاصل یہ ہے: ’’میں نے اُن کو لوگوں میں سب سے زیادہ قدر و منزلت والا، نیک بخت، جنگ کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ سخت، قریش میں سب سے زیادہ محبوب پایا ہے، وہ لوگوں کے لیے اس جنگلی ماں کی طرح ہیں جو اپنے بچوں کو ایسے جمع کرتی ہے، جیسا کہ مکئی اپنے دانوں کو جمع کیے ہوتی ہے۔‘‘

معاملات میں آپؓ کا جذبۂ خیر خواہی

ایک مرتبہ آپؓ نے اپنے ایک غلام کو گھوڑا خرید کرلانے کا کہا، اس نے تین سو درہم میں گھوڑا خرید لیا، جب انہوں نے گھوڑے کو دیکھا تو ان کو وہ پسند آ گیا، اور اس میں موجود اوصاف کے مقابلے میں اس کی جتنی قیمت ہونی چاہیے تھی، غلام نے بہت کم قیمت پر اس کو خرید لیا تھا، چنانچہ انہوں نے مالک کو واپس بلا کر فرمایا: آپ کا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ قیمت کا ہے اور پھر مسلسل سو سو درہم کا اضافہ کرتے رہے، بالآخر آٹھ سو درہم میں اس کو خرید لیا۔ جب بائع چلا گیا تو اپنے غلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے یہ اس لیے کیا، کیونکہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنے کی بیعت کی تھی۔ (۲۱) اسی طرح جب کوئی سامان فروخت کرتے تو اس کے خریدار کو اس چیز کے تمام عیوبات سے مطلع کرنے کے بعد فرماتے: اب تمہیں اختیار ہے، چاہو تو لے لو یا چھوڑ دو۔

بعض لوگ ان کے اس طرزِ عمل کو دیکھ کر کہتے: اس طرح تو کوئی بھی آپ کے اس سامان کو نہیں خریدے گا، (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور آپ سے کیا ہوا عہد جو اُن کی طبیعت کا حصہ بن چکا تھا، اور جس کا استحضار ہر وقت رہتا تھا)، لوگوں کی بات سن کر فرماتے: میں نے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی پر بیعت کی ہے۔ (۲۲) (چاہے اس میں مجھے نقصان ہی ہو، پھر بھی لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہی کروں گا)۔

ان واقعات کی رو سے معلوم ہوا کہ انسان کو خود غرض ہونے کی بجائے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں خیر خواہ ہونا چاہیے۔ کسی کے بھولے پن، ناواقفیت یا مجبوری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دھوکہ دہی پر نہیں اُترنا چاہیے، بلکہ صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی صحبت یافتہ جماعت رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے لازمی اور بنیادی وصف خیر خواہی کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

موجودہ حالات میں خیر خواہی کی صورتیں

موجودہ حالات میں جب کہ ملک پاکستان کا تقریباً دو تہائی حصہ سیلاب کی زد میں ہے، نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ممالک بھی اس قدرتی آفت کا شکار ہیں، جس کے نتیجے میں لوگ بھوک وافلاس میں مبتلا ہیں، اپنے گھروں سے بے گھر ہوگئے ہیں، روزگار سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، ان کی فصلیں اور جمع پونجی تباہ ہو چکی ہے، کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں، پینے کے لیے صاف پانی نہیں، پہننے کے لیے کپڑے نہیں، ان علاقوں میں بیماریاں وباء کی صورت اختیار کر گئیں ہیں، ان کے علاج ومعالجہ کی ممکنہ صورتیں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں، بخار کے علاوہ نت نئی بیماریاں عام ہو رہی ہیں، ادھیڑ عمر، نوجوان، بالغ ونابالغ مرد وعورت حتی کہ نوزائدہ بچے تک اس صورتحال سے متاثر ہیں، یہیں تک بس نہیں بلکہ بے زبان جانور بھی ان سنگین حالات سے دوچار ہیں، ان کا کوئی پرسان حال نہیں، چارہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ نہ صرف لاغر اور کمزور ہو گئے ہیں، بلکہ بے شمار جانور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، متاثرین ان چند مصائب کے علاوہ بہت سے آلام ومصائب کی لپیٹ میں ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر انسانیت کی مجموعی طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ ان متاثرین کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں، اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

حکومت کی طرف سے خیر خواہی کی صورتیں

ان حالات میں حکومت کی طرف سے خیر خواہی کی صورتیں یہ ہیں کہ اولاً: ان علاقوں میں موجود پانی کے نکالنے اور خشک کرنے کا انتظام کیا جائے، ان کی مال وجان اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے، اور ان کے لیے قومی خزانے سے وظائف مقرر کیے جائیں، ان سے ہر قسم کے ٹیکس معاف کیے جائیں، ان کے علاج معالجہ کے لیے مفت معیاری طبی کیمپ اور ان کی نئی نسل کی ترقی کے لیے تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں، ان کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں، اور سب سے بڑھ کر اس کے قدرتی آفت ہونے کے ساتھ ساتھ حکومتی انتظامی کمزوریوں پر بھی غور وفکر کیا جائے، پانی کی کثرت سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ڈیم تعمیر کروائے جائیں، اور اس کے ساتھ ساتھ نہروں اور دریاؤں کے نظام کو منظم بنایا جائے۔

تاجروں کی طرف سے خیر خواہی کی صورتیں

ان نازک حالات میں ہمارے تاجر حضرات کی طرف سے خیر خواہی بڑی اہمیت رکھتی ہے، جیسا کہ وہ کسی حد تک اپنے اس جذبۂ خیر خواہی کا اظہار کھانے پینے اور ضروریاتِ زندگی کی اشیاء اور مالی امداد کی صورت میں کر رہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ مزید خیر خواہی کی صورتیں بھی ہیں، جن کو آج کل صرفِ نظر کیا جا رہا ہے،

حالانکہ وہ صورتیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اشیاءِ خوردہ اور ضروریاتِ زندگی کی چیزوں کو مناسب قیمت پر فروخت کیا جائے، اور ان کی ذخیرہ اندوزی سے بچا جائے، تاکہ مناسب داموں اور وافر مقدار میں اشیاءِ ضرورت ان تک باآسانی پہنچ سکیں، خیرخواہی کا سب سے اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ان متاثرین کی زمینیں، جانور، اور دیگر اشیاء کو ان کی مجبوری کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے انتہائی سستے داموں میں نہ خریدا جائے، بلکہ ان کے ساتھ ان کی اصل قیمت پر معاملہ کیا جائے۔

علماء کی طرف سے خیرخواہی کی صورتیں

ان سنگین حالات میں جب کہ لوگ بھوک و افلاس اور طرح طرح کے مصائب کا شکار ہیں، ان حالات کے انجام کو دیکھتے ہوئے علماء کی طرف سے خیرخواہی کا میدان سب سے اہم ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ علماء کی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ ان متاثرین کے ایمان کی فکر کریں، تاکہ عیسائی، قادیانی اور دیگر لامذہب مشنریاں ان کے ایمان کو نقصان نہ پہنچا سکیں، اور حالات کے دیگر منفی نتائج لوٹ مار، قتل و غارت اور رہزنی کی وعیدات سے آگاہ کریں۔ ان کی مالی امداد کے ساتھ ساتھ ان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان کو صبر و استقامت کی تلقین کریں، اس کے لیے وقتاً فوقتاً بیانات اور تبلیغی جماعتوں کا سلسلہ جاری کیا جائے، اور اُن کی دلجوئی کے لیے گاہے بگاہے علماء کے وفد روانہ کیے جائیں، بالخصوص ان کے بچوں کی دینی تعلیم کے لیے مکاتب قائم کیے جائیں۔

عوام کی طرف سے خیرخواہی کی صورتیں

عوام پر بھی ان حالات میں خیرخواہی کی ذمہ داریاں عائد ہیں، جس کی نوعیتیں مختلف ہیں، چنانچہ عوام مندرجہ ذیل صورتوں پر عمل کر کے اپنے متاثرین بھائیوں کے ساتھ خیرخواہی کر سکتی ہے، وہ یہ کہ ان کو کھانے، پینے، پہننے اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی اشیاء مہیا کریں، اپنی ضرورت سے زائد مکانات اور رہائش گاہوں میں ان کو جگہ دیں، ان کو صاف پانی مہیا کرنے کے لیے فلٹر اور پلانٹ لگائیں، ان کے بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری اُٹھائیں، ان کو موردِ گناہ ٹھہرانے کی بجائے ان کے حق میں دعاؤں کا اہتمام کریں۔

حواشی وحوالہ جات

١: ترجمته في " معرفة الصحابةؓ لأبي نعيم: ٢/٥٩١، الاستيعاب في معرفة الأصحابؓ لابن عبد البر: ١/٢٣٦، تهذيب الكمال للمزي: ٤/٥٣٣.

٢: معرفة الصحابةؓ لأبي نعيم: ٢/٥٩١، تحقيق: عادل بن يوسف العزاري، ط: دار الوطن-الرياض، الطبعة الأولىٰ: ١٤١٩ه.

٣: المعارف لابن قتيبة الدينوري، ص: ٢٩٢، جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه، تحقيق: ثروت عكاشة،

ط: الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة، الطبعةالثانية، ١٩٩٢م .

٤: معرفة الصحابةؓ لأبي نعيم: ٥٩١/ ٢.

٥:المسندللإمام أحمد بن حنبل: ٥١٦/ ٣١، من حديث جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه، رقم الحديث: ١٩١٨٠، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية، ١٤٢٠هـ.

٦:عمدة القاري لبدر الدين العيني: ٣٢٣/ ١، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: الدين النصيحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمين، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

٧:حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني: ٢٠٥/ ٦، ط: دار الكتاب العربي بيروت،الطبعة الرابعة، ١٤٠٥هـ.

٨: المسندللإمام أحمد بن حنبل:٥٠٨/ ٣١،من حديث جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه، رقم الحديث: ١٩١٧٣، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة : الثانية، ١٤٢٠هـ.

٩: معجم الصحابة لابن قانع:١٤٨/ ١، تحقيق: صلاح بن سالم المصراتي، ط: مكتبة الغرباء الأثرية، سنة النشر:١٤١٨هـ.

١٠: البداية و النهاية لابن كثير:٩٢/ ٥، ط:دار إحياء التراث العربي، الطبعة الاولى: ١٤٠٨هـ

١١:المسندللإمام أحمد بن حنبل:٥٤٠/ ٣١، من حديث جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه، رقم الحديث:١٩٢٠٤.

١٢: أسد الغابة لابن الأثير الجزري: ٢٠٨/ ٢، تحقيق: عادل أحمد الرفاعي، ط: دار إحياء التراث العربي – بيروت، سنة النشر:١٤١٧هـ.

١٣: الكامل في التاريخ لأبي الحسن علي بن أبي الكريم الشيباني:٢٦٩/ ٢، أسماء قضاته (إبي بكر صديق رضي الله عنه) وعماله وكتابه، تحقيق:عبد الله القاضي، ط: دار الكتب العلمية،١٤١٥هـ.

١٤: البداية والنهاية:٥٠/ ٧.

١٥: تاريخ اليعقوبي لأحمد بن أبي يعقوب:٧٤/ ٢، أيام عثمان بن عفان (رضي الله عنه)، تحقيق: عبد الأمير مهنا، ط:شركة الأعلمي للمطبوعات- بيروت، ١٤٣١هـ.

١٦: البدء والتاريخ للمطهر بن طاهر المقدسي:١٩٨/ ٥، مقتل يزدجرد، الناشر: مكتبة الثقافة الدينية.

١٧: أيضًا:٢١٧/ ٥، ذكر صفين.

١٨: مسند الشافعي، ص:٢٣٣، ط: دار الكتب العلمية، ١٤٠٠هـ.

١٩:الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم للحميدي: ١٩٥/ ١، ط:دار ابن حزم بيروت، الطبعة الثانية: ١٤٢٣هـ.

٢٠:معرفة الصحابةؓ لأبي نعيم: ١٣٥/ ١.

٢١:المعجم الكبيرللطبراني:٣٣٤/ ٢، تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، ط: مكتبة ابن تيمية القاهرة.

٢٢:شرح البخاري لابن بطال:١٣٢/ ١، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، ط: مكتبة الرشد- السعودية ، ١٤٢٣هـ .